Dr. S. K. Jabeen

Dept of Urdu

Rohtas Mahila College, Sasaram

Topic: Bal_e_Jibril by Allama Iqbal

[*Urdu Hon's B. A., Part-I*]

Scanned with CamScanner

بال جبریل

(علامہ اقبالؔ)

علامہ اقبالؔ اردو شعر و ادب میں ایک نہایت اعلیٰ اور عظیم شاعر تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ اقبال کی شاعری اردو شاعری میں ایک نئی آواز تسلیم کی جا چکی ہے۔ اقبالؔ سے قبل اردو شاعری، دل والوں کی دنیا تھی، مگر اس کا مطلب یہ نہیں سمجھا جانا چاہئے کہ ان سے قبل بھی شاعر نے شاعری کے ذریعہ زندگی کے مسائل کو پیش نہیں کیا۔

اردو شاعری کے ذریعہ اقبالؔ سے پہلے غالبؔ، حالیؔ اور اکبر تین ایسے شعراء گذرے ہیں جنہوں نے زندگی کو ہی اپنا اولین مقصد بنا کر پیش کیا ہے، مگر اقبالؔ کو اس لحاظ سے امتیازی مقام حاصل ہے کہ انھوں نے اپنی قوم و ملت کے سوئے ہوئے افراد کو پوری طرح جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا ہے۔

ہم اقبالؔ کی شاعری میں مقصدیت زیادہ اور فن کم پاتے ہیں۔ ان کے شعر فن پر غالب نظر آتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ہم حسب ذیل باتیں پاتے ہیں۔

(۱) **وطنی شاعری:** انیسویں صدی کے دیگر شعراء کی طرح اقبالؔ بھی ملک کی ترقی و کامرانی کے لئے آزادی کو ضروری قرار دیئے ہوئے تھے۔ ان کی نظروں میں غلامی سے انسان کی زندگی منجمد ہو جاتی ہے۔ ان میں حرکت کرنے کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس زمانے میں جذبے سے سرشار ہو کر انھوں نے ہمالہ، صدائے درد، تصویرِ درد، آفتاب، ترانۂ ہندی اور نیا شوالہ وغیرہ لکھا انھوں نے واضح طور پر کہا کہ ؎

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

وہ ہندو مسلم ایکتا کے زبردست علمبردار تھے، کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ جب تک یہ دونوں قومیں متحد نہیں ہوں گی اس وقت تک ملک کی آزادی ممکن نہیں ہے اسی لئے وہ دونوں کے اتحاد کی باتیں کرتے ہیں ؎

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

Scanned with CamScanner

(۲) منظری شاعری: ابتدائی کلام کا مطالعہ کرنے سے یہ پتا چلتا ہے کہ انھوں نے ملٹن کی شاعری کے میدان پر بھی منظری شاعری کی ہے۔ اسی زمانہ میں اقبالؔ پر مناظر فطرت کے مطالعہ کا شوق غالب تھا۔ یہی وقت ہے کہ انھوں نے کہسار، آفتاب، ماہِ نو، چاند، ابر، صبح، پیام جیسی فلسفیانہ نظمیں لکھی۔

(۳) اسلامی شاعری: علامہ اقبالؔ کی شاعری کی امتیازی خصوصیت اسلامی شاعری ہی ہے۔ ان کی اسلامی شاعری کی بنیاد عشق ہے۔ اس کا مقابلہ انھوں نے جا بجا عقل سے بھی کیا ہے۔ اور عشق کو اس پر حاوی کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق ☆ عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

اقبالؔ کا عشق عشق مجازی نہیں ہے، وہ عشق حقیقی کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں انسان اپنی خودی کو ختم کر دے اور رسول اللہ کے عشق میں اپنے آپ کو غرق کر دے۔ یہی اس کی معراج ہے۔ اقبالؔ نے ملت کے اسلاف کے کارنامے کو بیان کیا ہے ؎

درد اپنا مجھ سے کہہ کہ میں سراپا درد ہوں
جس کی تو منزل تھا میں اس کاروان کی گرد ہوں

(۴) ملی شاعری: علامہ اقبالؔ ملت اسلامیہ کے شاعر تھے انھوں نے اکثر نظموں میں مسلمانانِ عالم کے قلبی جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ ۱۹۰۸ء میں ایران میں زبردست سیاسی انقلاب آیا یعنی روس اور برطانیہ نے اس بدقسمت ملک کے اندرونی اور داخلی معاملات میں مداخلت شروع کی۔ ۱۹۰۹ء میں ترکوں نے سلطان عبدالمجید کو معزول کر دیا۔ ۱۹۱۱ء میں اطالیہ نے بلاوجہ طرابلس پر حملہ کر کے اس ملک کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ برطانیہ نے بالواسطہ اس کارِ خیر میں اطالیہ کی مدد کی۔ ۱۹۱۲ء میں باقانی ریاستوں نے برطانیہ کی ایماء پر ترکوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ ۱۹۱۳ء میں انگریزوں نے کانپور میں مچھلی بازار کی مشہور مسجد کے ایک حصہ کو محض اس لئے شہید کر دیا کہ اس سے کانپور کی شاہراہ میں کجی نہ پیدا ہو۔ انگریزوں کے اس انسانیت سوز اور ملت کش طرزِ عمل کے خلاف سارے ہندوستان میں آگ لگ گئی تھی ۱۹۱۸ء میں ترکی شریک جنگ ہوا اور انگریزوں نے کمال عیاری سے کام لے کر عربوں کو ترکوں سے الگ کر دیا۔ ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے یونانی حکومت سے مل کر سلطنت کو ختم کرنے کی سازش کر لی اور اس لئے یونانیوں کی مدد بھی کی گئی۔

Scanned with CamScanner

اقبال پر ان سب باتوں کا گہرا اثر پڑا، مگر پھر بھی وہ نا امید نہ ہوئے اور فرماتے ہیں ۔

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

ان ساری خرابیوں کی جڑ اقبال نے مسلمانوں کے اندر خودی کے جذبے کا قلیل ہونا بتایا ہے۔ اقبال کہتے ہے کہ انسان کے اندر خودی کا جذبہ جتنا زیادہ ہوگا اس کے اندر جدو جہد کا مادہ بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ مگر اقبال کے لفظوں میں خودی کیا ہے ۔

خودی کیا ہے؟ رازِ درون حیات
خودی کیاہے؟ بیداریٔ کائنات

اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اقبال کہتے ہیں ۔

تو راز کن فکاں ہے اپنے آنکھوں پہ عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا

یعنی اقبال کا نظریہ تھا کہ اگر انسان اپنی اہمیت کو جاننا چاہتا ہے تو اپنی خودی کا مرتبہ بلند کرے، اس لئے کہ خودی ہی وہ شئی ہے جو انسان کو ترقی و کامرانی عطا کرتی ہے اور اپنی تقدیر بنانے کا اختیار دیتی ہے ۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اقبال کا نظریہ ہے کہ جب تک انسان میں حرکت نہیں آئے گی۔ اس وقت تک وہ انسان ترقی کی منزل طے نہیں کر سکتا۔ چونکہ حرکت میں وہ قوت ہے جو انسان میں تغیر لاتی ہے، جو انسان کے لئے ضروری ہے، کیونکہ حرکت کے ذریعہ ہی اسلاف کے کارناموں کو دہرایا جا سکتا ہے۔ اقبال حرکت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

حرکت سے زندگی جہاں کی
یہ رسم قدیم ہے یہاں کی

اس طرح اقبال اردو کے پہلے شاعر ہیں، جنہوں نے شاعری کو زندگی کا علمبردار قرار دیا اور شاعری کو زندگی سے قریب لانے کی کوشش کی، لہذا ہمیں اقبال کے کلام کو ان کے پیغام اور افکار و خیال

Scanned with CamScanner

کی روشنی میں دیکھنا چاہئے ان کے شاعرانہ مقام کا اندازہ لگانے میں کامیاب ہوں گے حقیقت یہ ہے کہ اقبال کے یہاں شاعری کے محاسن بھی بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔ وہ تمام خصوصیات، خوبیاں، جو شاعری کے لئے لازمی تصور کی جاتی ہیں، وہ سب کی سب اقبال کی غزلوں کے ساتھ ساتھ نظموں میں بھی پائی جاتی ہے۔

غرض ان کے سارے کلام میں حسن و جمال کے، روشن اور نمایاں جلوے ملتے ہیں۔ تخیل کی بلند پروازی اور نظر کی گہرائی بھی شامل ہے غزلوں میں درد و سوز و گداز پایا جاتا ہے اور اقبال مخلص بن کر جوشِ اظہار بیان بھی کرتے ہیں۔ بعض خصوصیات ایسی ہیں جو صرف اقبال ہی کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئی ہیں کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ شعر دیکھ کر ہم بہ آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اقبال کے علاوہ کسی دوسرے کا کلام نہیں ہو سکتا ایک شعر ملاحظہ ہو ۔

مجھے راز دو عالم دل کا آئینہ دکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے نظروں کے آتا ہے

لہٰذا ان کی باتیں بے حد وسیع اور قیمتی ہوتی ہیں۔ میں نے مضمون کی ابتداء میں اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ اقبال شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم مفکر بھی تھے۔ میرا یہ دعویٰ اقبال سے محبت یا ان کی عظیم شخصیت کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ ان کے کلام سے ان دعووں کی تائید ہوتی ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اقبال کی شاعری میں حیات و کائنات کے اسرار و رموز نہیں بیان کئے گئے ہیں یا ان کے یہاں تصوف کی باتیں نہیں کی جاتی ہیں یا اقبال نے حکیمانہ اور فلسفیانہ باتیں اپنے کلام میں نہیں پیش کی ہیں۔ فلسفی سے متعلق میں نے خود ان کے دعوے نقل کئے ہیں جہاں تک قلندری اور تصوف کا تعلق ہے اقبال خود کہتے ہیں ۔

خوش آگئی ہے زمانے کو قلندری میری
ورنہ شعر میرا کیا ہے، شاعری کیا ہے

اقبال کا کلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ خود اقبال تصوف کے راز و نیاز سے بخوبی آگاہ تھے، ان کے دل میں اسلام کی محبت کے ساتھ خدا اور اس کے رسول سے بے پایاں محبت تھی، تمام باتوں کا اظہار ان کی شاعری سے ہوتا ہے، اور ان واقعات سے بھی جن کا تذکرہ بے شمار مقامات پر مضامین اور کتابوں کے اندر اقبال کے انتقال کے بعد بھی آ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner